بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (رواہ البخاری)

اِتباعِ سُنّت

شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی
فضیلۃ الشیخ علامہ رحمہ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

فمن رغب عن سنتي فليس مني

جس نے میری سنّت سے اعراض کیا وہ میری امّت سے خارج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (رواہ البخاری)

اِتّباعِ سُنّت

از خطاب

شیخ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ

میمن کالونی، ٹنڈو ٹیاری ضلع حیدرآباد، سندھ۔

سلسلہ مطبوعات دعوۃ السّلفیّۃ: ۱۹

حقوق الطبع محفوظ ہیں

نام کتاب	اتباع سنت
از خطاب	شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
طبع دوئم	نومبر 1999ء
طبع سوئم	دسمبر 1999ء
طبع چہارم:	نومبر 2002ء
تعداد	1100
قیمت	20 روپے
مطبع	فیئر فین پرنٹنگ پریس اردو بازار کراچی
ناشر	مکتبۃ الدّعوۃ السّلفیّۃ میمن کالونی مٹیاری ضلع حیدر آباد

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین، الرحمن الرحیم. مالک یوم الدین، والصلاۃ والسلام علی اشرف المرسلین، نبینا محمد عبداللہ ورسولہٖ وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین.

اما بعد!

اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ و ارفع و انمول رحمت جسے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ نے **"نعمتی"** کہا ہے وہ ہے "اسلام"۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ کامل دین ہے جو نہ کسی نقص کا حامل ہے اور نہ کسی زیادتی کا متحمل ہے۔ اسلام دین متین ہے، جو اپنے اصول وکلیات کے اعتبار سے ٹھوس اور مضبوط ہے۔ ہر دور کیلئے صالح اور ہر ملت کیلئے مصلح ہے۔

اسلام اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی وہ عطا کردہ واضح اور روشن راہ ہے جس پر چلنے والا نہ بھٹکتا ہے اور نہ ہی گمراہ ہوتا ہے، بلکہ یقینی طور پر اپنی منزل مقصود "جنت الفردوس" تک پہنچتا ہے۔ اسلام اللہ کی واحد مرکزی شاہراہ ہے۔ نہ یہ کئی راہوں سے مرکب ہے اور نہ اس سے کئی راہیں نکلی ہیں۔ یہ وہ واحد سڑک ہے، جس میں شروع سے آخر تک کہیں ٹیڑھا پن نہیں ہے اس راہ پر چلنے والا "مسلمان" کہلاتا ہے جو کسی فرقہ نہیں بلکہ امت اسلامیہ کا فرد، اللہ کا بندہ اور نبی آخر الزمان ﷺ کا امتی ہوتا ہے۔

اسلام عہد نبوی ﷺ میں مکمل ہوا، رسول ﷺ نے اسے مکمل صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ ابتدا ہی سے ایک رہا ہے۔

ایک اللہ، ایک رسول، ایک دین اور ایک امت

یہی اس کی تاریخ ہے۔ لیکن جب مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوا، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول ﷺ کی رسالت میں شریک بنائے اور ایک دین کی پیروی کو چھوڑ کر فرقوں میں بٹ گئے اور بات این جا رسید کہ یہ ملت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی اور خود مسلمان اسلام کے بنیادی اصولوں کو ماننے کیلئے تیار نہیں رہے اور رسول ﷺ کی رسالت، بشریت، امامت اور شارعیت کو چیلنج کرنے لگے ہیں۔

ان نام نہاد فرقوں اور مصنوعی مذاہب کی بیخ کنی کیلئے ہر دور میں علماء حق میدان میں اترے اور اپنا حق منصبی پورا کرتے ہوئے راہ حق میں اپنی زندگی صرف کرتے رہے۔ انہی علماء حق میں سے پاکستان میں **علامہ السیّد بدیع الدین شاہ راشدی** رحمہ اللہ کی شخصیت بھی ایک ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ تحریر و تقریر کے ذریعے ہمیشہ باطل قوتوں کے خلاف برسرپیکار رہے۔ زیر نظر کتابچہ بھی آپ کی انہی کاوشوں اور جہادی سرگرمیوں کی ایک کڑی ہے۔ یہ تقریر آپ نے اس دور میں فرمائی جب 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ کے نتیجے میں جنرل ضیاء الحق نے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کا تختہ الٹ کر مارشل لا نافذ کیا تھا۔ جب ضیاء الحق نے مارشل لا لگانے کے بعد 90 دن میں الیکشن کے وعدہ کو وفا نہ کیا تو وہی نظام مصطفیٰ کا راگ الاپنے والے میدان کارزار میں اتر آئے اور جمہوری طریقے سے الیکشن کرانے کا مطالبہ کر دیا۔ چونکہ **جماعت اہل حدیث** کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ یہ الیکشن کا جمہوری ڈھونگ غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً کے فرمان نبوی پر عمل کرتے ہوئے جمعیت اہل حدیث حیدر آباد شہر نے اس وقت ایک جلسہ منعقد کیا جس میں علامہ (مرحوم) نے **"اتباع سنّت"** کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جس میں اتباع سنت کی اہمیت، اس کی برکات اور اسلامی نظام حکمرانی کو قرآن و سنت کی روشنی میں انتہائی جامع اور بلیغ انداز میں پیش کیا، جس کی افادیت کے پیش نظر جماعت نے اس وقت اس کو کتابی شکل میں شائع کیا

تھا۔اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر ادارہ 1999ء میں اس کے دو ایڈیشن شایع کر چکا ہے۔یہ تیسرا ایڈیشن نئی کتابت اور جدّت کے ساتھ قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

امید ہے کہ طالبان حق اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور ملک میں قرآن وسنت کے حقیقی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کریں گے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

والسلام

خادم کتاب وسنت العلم والعلماء

احقر العباد

عبدالرحمٰن میمن

مدیر

مکتبة الدّعوة السّلفیّه

میمن کالونی ٹیاری ضلع حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل له ومن یضلله فلا ھادی له ونشھد ان لا الٰه الا اللہ وحدہ لاشریک له ونشھد ان محمداً عبدہ ورسوله.

اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی آل محمد کما صلیت علٰی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انک حمید مجید.

اللّٰھم بارک علٰی محمد وعلٰی آل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انک حمید مجید.

اما بعد! فان خیر الکلام کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیه وسلم وشرالامور محدثاتھا فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار. من یطع اللہ ورسوله فقد رشد واھتدی ومن یعص اللہ ورسولهٗ فقد ضل وغویٰ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم من ھمزہ ونفثه ونفخه.

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [1]

---

[1] آل عمران:۳۱

صدر گرامی قدر و حاضرین مجلس!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنوان خطاب آپ سن چکے

"اتباع سنّت"

اتباع کے معنی تابعداری کرنا، پیروی کرنا، سنت کے معنیٰ طریقہ یعنی نبی ﷺ کا طریقہ جو آپ سے ثابت ہو خواہ قولاً یا فعلاً یعنی آپ کے قول و فعل کی پیروی کرنا۔

تابعداری اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس ہستی کی لازم ہوسکتی ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہو۔ جو خود اپنی تحقیق و کوشش سے خود کو پیش کرے یا مخلوق میں سے کوئی دوسرا کسی کو پیش کرے، اس کی تابعداری لازم نہیں ہوسکتی۔ ہم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بندے اور غلام ہیں۔ وہ جس کو چاہے ہم پر مسلّط کردے یا حاکم مقرر کردے۔ اس نے جناب محمد رسول ﷺ کو ہماری رہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا۔

عصمت

صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی بندہ کسی کو مقرر یا منتخب کرے گا تو وہ معصوم عن الخطا نہیں ہوسکتا، اس سے خطا واقع ہوسکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا انتخاب کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس ہستی کو مقرر کیا اور ہم پر اطاعت لازم قرار دی، اس ہستی کا کوئی فیصلہ، قول یا فعل غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ حضرات کے سامنے میں ایک ایسی مثال پیش کردوں کہ مخلوق میں اس کے مقابلہ کا کوئی انتخاب نہیں۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مخلوق میں کوئی اعلیٰ اور کامل ترین ہستی ہے......؟ ہرگز نہیں! آپ ﷺ نے ایک مہم پر ایک جماعت کو روانہ کیا اور جماعت پر ایک شخص کو امیر مقرر فرمایا اور صاف نام لیکر کہا کہ یہ امیر جو کچھ کہے اسے مان لینا۔ ایسی بات رسول اللہ ﷺ نے کسی اور شخص کیلئے نہیں کہی۔ چاہے وہ عالم، فاضل، مجتہد وقت اور کتنی ہی بڑی منزلت کا مالک کیوں نہ ہو۔ لیکن سوائے اس ایک شخص کے کسی کیلئے

شخصی طور پر یہ نہیں کہا کہ اس کی اطاعت کرو یعنی جو یہ کہے اس کی بات مان لینا۔ دوران سفر امیر صاحب جماعت پر ناراض ہو گئے۔ انہوں نے تمام صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کا حکم یاد دلاتے ہوئے لکڑیاں جمع کرنے اور پھر آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ جل گئی تو حکم دیا کہ: اب اس آگ میں کود جاؤ۔ کچھ لوگ آگ کی طرف دوڑنے لگے تو بعض نے انہیں روکا کہ اللہ کے بندو! ذرا سوچو تو سہی کہ رسول اللہ ﷺ کا کلمہ ہم نے اس لئے پڑھا اور آپ ﷺ کی فرمانبرداری کی کہ جہنم کی آگ سے بچیں۔ اگر آپ ﷺ کے پیچھے چلنے کے بعد بھی آگ ہے تو کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ ہوا؟ بعض نے کہا کہ نہیں آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ جو یہ امیر کہیں مان لو۔ ان کا حکم ہے ہم ضرور آگ میں کودیں گے، دوسروں نے پھر انہیں روکا۔ اسی کشمکش میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر صاحب کا غصہ بھی سرد ہو گیا۔ بات ختم ہو گئی جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"اگر تم لوگ آگ میں کود پڑتے تو قیامت تک آگ سے نہ نکلتے ہمیشہ اسی میں رہتے۔"

فرمایا:

لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ [1]

"کسی مخلوق کی ایسی تابعداری نہیں کی جا سکتی جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو، تابعداری اسی بات میں ہو گی جو شریعت کے موافق ہو۔"

جس آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے جماعت پر امیر مقرر کیا اس سے بھی خطا واقع ہو گئی تو کون ہے؟ جو یہ دعویٰ کرے کہ مجھ سے خطا نہیں ہو سکتی؟ کون ایسا قائد ہے جس کا پاؤں نہیں پھسل سکتا؟ یہ صرف محمد ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ سے کوئی خطا واقع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مقرر فرمایا!

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارت، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة

[2] سورة الانعام ۱۲۴

''یعنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جہاں اپنی رسالت نازل کرتا ہے۔''

جب یہ بات آپ کے سامنے واضح ہوگئی کہ رسول ﷺ کی ہر بات خطا سے محفوظ ہے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر حاکم مقرر فرمایا۔ آپ کی تابعداری ہم پر فرض قرار دی پھر ہم پر اطاعت صرف آپ ﷺ کی لازم ہوسکتی ہے اور کسی کی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [۱]

''جو کچھ رسول اللہ ﷺ دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔''

اسی کا نام دین ہے۔ اسی کا نام مذہب ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی ہمارا دعویٰ اور نصب العین ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

دین غیر منقسم ہے

بدقسمتی سے ہمارے دین کو تقسیم کیا گیا۔ نبی ﷺ نے جو اسلام پیش کیا وہ پوری زندگی کو محیط، تمام انسانی ضروریات پر حاوی اور زندگی کے ایک ایک پہلو کیلئے اس میں رہنمائی موجود ہے۔ جب تک مسلمانوں میں اخلاص موجود تھا، لالچ وطمع نے ان پر غلبہ نہیں کیا اور للّٰہیت ان میں موجود تھی اور وہ صحیح راہ پر گامزن تھے اور اپنے ہر شعبہ زندگی میں خواہ وہ معاشرتی ہو یا اقتصادی، سیاسی ہو یا اخلاقی، گھریلو زندگی سے متعلق ہو یا میدان جہاد سے، فرائض دنیوی کی ادائیگی ہو یا فرائض دینی کی، ہر ہر موقع پر وہ رسول ﷺ کی زندگی کو نمونہ کے طور پر اپنے سامنے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے فرمان اور تابعداری کا خیال رکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ للّٰہیت جاتی رہی اور جب ضرورتیں خواہشات اور تمنائیں ہوس تک پہنچیں، جن کی گنجائش رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں نہ تھی تو دین کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا۔ ایک مذہب اور دوسرا سیاست۔ جب یہ دو چیزیں بن گئیں تو مذہب سے سیاست کی ٹکر ہونے لگی

---

[۱] سورۃ الحشر: ۷

اور سیاست غالب آ گئی۔ انداز فکر بدل گیا جب کوئی شخص کسی ناجائز کام پر انگشت نمائی کی کوشش کرتا تو اسے یہ کہہ کر خاموش کرا دیا جاتا کہ یہ سیاست اور مصلحت ہے۔ جائز و ناجائز کی تمیز اٹھ گئی۔ حلال و حرام کا معیار بدل دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے صریح احکامات سے سیاست و مصلحت کی آڑ میں روگردانی برتی جانے لگی۔ اسلام کی حکمرانی نہ رہی اور وہ صرف مساجد تک محدود ہو گیا۔ فی زمانہ تیسری قسم ہمارے سامنے آئی جس کا نعرہ ہے کہ:

اسلام ہمارا مذہب

جمہوریت ہماری سیاست

سوشلزم ہماری معیشت

معیشت کو بھی اسلام سے نکال دیا گیا۔ جن امور کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہے، مثلاً تجارت، زراعت اور ملازمت وغیرہ۔ حد یہ کہ نکاح و طلاق تک کے معاملات کو اسلام سے جدا کر دیا اور اسلام کی عملداری ختم ہوتی گئی۔ لوگ مساجد میں آ کر تو بہت اہتمام سے فرائض کی ادائیگی کرتے ہیں، لیکن مسجد سے باہر جا کر اسلامی تعلیمات کو فراموش کرتے ہوئے ناپ تول، لین دین میں دھوکا، حقوق العباد سے لاپرواہی اور ظلم کو جائز سمجھ لیتے ہیں۔

تعبیر شریعت

ہمارا دستور قرآن کریم اس بات کا مدعی ہے کہ اس میں سب کچھ موجود ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ [1]

"اور ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے۔"

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ [2]

"یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔"

---

[1] سورۃ النحل: ۸۹

[2] سورۃ الاسراء: ۹

دوسرے مقام پر فرمایا کہ: میں نے اس دستور کو ایسے ہی نہیں چھوڑا بلکہ!

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ○ ۱

''اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب ہم پڑھیں تو اس کی قرأت کی پیروی کیا کرو، پھر اس کے (معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

جب جبرئیل علیہ السلام آتے تھے تو نبی ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت و مذاکرہ ہوتا تھا۔ جب جبرئیل علیہ السلام پڑھتے تھے۔ نبی ﷺ بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ تا کہ کوئی آیت چھوٹ نہ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ ۲

''تم اس کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تا کہ اسے جلدی یاد کرو۔''

یہی نہیں بلکہ فرمایا:

ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ

''پھر اس کے (معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

یعنی اس کی تفسیر و توضیح سمجھانا بھی ہمارا کام ہے۔ جب یہ قرآن اللہ نے بھیجا اور اس کی اطاعت ہم پر لازم قرار دی تو ہماری نجات اسی وقت ممکن ہے جب ہم رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔

حقیقی محبت

آج رسول اللہ ﷺ سے محبت نعت خوانی کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ لیکن دیکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں حب رسول اللہ ﷺ کا کیا معیار بتایا گیا ہے۔ ایک صحابی

---

۱ سورة القیمة: ۱۷ تا ۱۹

۲ سورة القیمة: ۱۶

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے بڑی محبت ہے، اتنی محبت کہ جب کسی کام میں مشغول ہوتا ہوں تو مجھے آپ یاد آتے ہیں اور اس وقت تک مجھے چین نہیں آتا جب تک آ کر ایک نظر آپ کو دیکھ نہ لوں۔ دیکھنے کے بعد اطمینان ہوتا ہے۔ پھر اپنے کام میں لگ جاتا ہوں۔ اب بیٹھے بیٹھے یاد آیا کہ ہمیشہ یہاں رہنا نہیں ہے ایک روز دنیا سے چلے جانا ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ۱

''یقیناً خود آپ کو بھی موت کا مزا چکھنا ہے اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔''

آپ تو نہ جانے کس اعلیٰ مقام پر ہوں گے دنیا سے جانے کے بعد بھی آپ کی صحبت یا دیدار نصیب ہوگا یا نہیں؟ جب دنیا میں اتنی بے چینی ہے تو آخرت میں کیا ہوگا۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ۲

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے۔ یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور نیکوکار اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔''

یہ مہربانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اور اللہ ہی جاننے والا کافی ہے۔ بتا دیا کہ اگر تمہیں اس دنیا سے جانے کے بعد بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کی تمنا ہے تو ان کی تابعداری کرو۔

تابعداری کے بغیر محبت کا دعویٰ ڈرامائی انداز میں پیش کرنا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ یہ فطری قانون ہے۔

---

۱ سورۃ الزمر: ۳۰

۲ سورۃ النساء: ۶۹

اِنَّ الْمُحِبُّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ [۱]

''جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا تابعدار ہوتا ہے۔''

اگر ہمیں محمد ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو ہمیں ان کی تابعداری کرنی چاہئے۔ یہ بات میں اس سے ہٹ کر کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تابعداری ہم پر فرض قرار دی ہے۔

جو مسلمان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ نبی ﷺ سے مجھے بہت زیادہ محبت ہے اور وہ میرے محبوب ہیں اور آپ کی محبت ایمان کا جزو ہے ایسے شخص کو کسی اور مذہب یا طریقہ کے اختیار کرنے یا کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے......؟ اگر رسول ﷺ سے حقیقی محبت ہے تو کسی اور کی طرف دیکھنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ بات یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ [۲]

''کہ جس کے ساتھ تمہیں محبت ہوتی ہے تو وہ محبت تمہیں اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔''

یعنی اپنے محبوب کا کوئی عیب تمہیں نظر نہیں آئے گا۔ لاکھ اس کے خلاف تمہیں بہکایا جائے، اس کے عیوب و نقائص بیان کئے جائیں مگر تم پر کوئی اثر نہ ہوگا اور محبت کے غلبہ کی وجہ سے تمہیں کوئی عیب دیکھنے یا سننے میں نہیں آئے گا۔ اب آیئے دیکھیں اس ذوقی نقطہ پر کیا رسول اللہ ﷺ میں کوئی عیب تھا؟ کیا کوئی مسلمان اس چیز کا قائل ہو سکتا ہے......؟؟ مسلمان تو کیا کسی کافر کو بھی یہ جرأت نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ میں کوئی عیب نکال سکے۔ محبت میں اندھے ہونے کا یہ قانون تو ان کے لئے ہے جن میں کئی عیب ہوں۔ لیکن جس ہستی (محمد رسول اللہ ﷺ) میں کوئی عیب ہے ہی نہیں تو ان کے بعد کسی اور قائد کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اس لئے ضروری ہے کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے محب ہیں اور

---

[۱] شعب الایمان للبیہقی ۱: ۳۸۶/ جامع العلوم والحکم ۱: ۳۸۹

[۲] معجم الاوسط للطبرانی ۴: ۳۳۴ (۴۳۵۹)، سنن ابی داؤد ۴: ۳۳۴ (۵۱۳۰) باب فی الھوی، مسند احمد ۵: ۱۹۴ (۲۱۷۴۰)

آپ سے محبت رکھتے ہیں تو آپ کی اتباع اور تابعداری کریں۔

جماعت اہلحدیث زبانی محبت کے کھوکھلے دعووں پر یقین نہیں رکھتی، بلکہ عملی ثبوت چاہتی ہے۔ دعویٰ کے ساتھ دلیل ضروری ہے بلا دلیل دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم رسول ﷺ کی صرف ان خوبیوں اور حُسن کو بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے جو آپ ﷺ میں نبوت سے قبل بھی موجود تھیں۔ جبکہ آپ محمد بن عبداللہ تھے اور ابھی نبوت عطا نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت بھی آپ امین و صادق کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ فہم و فراست، امامت و صداقت اور دیگر بہت سی خوبیوں میں بے مثل سمجھے جاتے تھے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ ﷺ میں یہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں جو دنیا کے کسی انسان میں نہیں۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ نبوت سے سرفراز کئے جانے کے بعد آپ میں کیا نمایاں فرق پیدا ہوا؟ آپ ﷺ کی طرف ان خوبیوں کو بیان کرنا جو نبوت سے پہلے بھی تھیں آپ ﷺ کی طرف پہلی حیثیت (محمد بن عبداللہ) کو ماننا ہے اور دوسری حیثیت رسول اکرم ﷺ کا اقرار نہیں۔ رسول اللہ ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کا مقام ہی کچھ اور ہو گیا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ [1]

”اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [2]

”جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔“

---

[1] سورة النجم: ۳-۴

[2] سورة النساء: ۸۰

ابن ماجہ کی حدیث ہے:

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللهَ [1]

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

یہ محمد ﷺ کا وہ مقام ہے جو آپ کو نبوت ملنے سے حاصل ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ [2]

''اے پیغمبر! ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔''

غور کیجئے! گواہ کا کام کیا ہے اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟؟ مدعی عدالت میں دعویٰ کرتا ہے اور ثبوت میں گواہ کو پیش کرتا ہے۔ گواہ کے بیانات پر دعویٰ ثابت بھی ہوسکتا ہے اور رد بھی ہوسکتا ہے۔ بس مسئلہ واضح ہوگیا کہ ہم جو بھی عمل کریں اس پر رسول اللہ ﷺ کی تصدیق ہونی چاہئے۔ جب اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ مقام دیدیا تو ہم پر ان کی اطاعت لازم ہوگئی۔ پھر فرمایا:

مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا

''خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔''

آپ کی بشارت اور ڈرانا محض مولویانہ وعظ نہ تھا وہ بھی وحی کی بنا پر تھا۔

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْیِ [3]

''کہہ دو کہ میں تم کو حکم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ڈراتا ہوں۔''

اب کوئی ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا وہی چیز پیش کرے جو آپ ﷺ نے پیش

---

[1] ابن ماجہ باب اتباع سنت رسول ﷺ

[2] سورۃ الاحزاب: ۴۵

[3] سورۃ الانبیآء: ۴۵

کی ہ اس کے سوا کسی کو کوئی حق نہیں۔
پھر فرمایا:

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ [1]

"اللہ کی طرف بلانے والے اس کے حکم سے۔"

تو معلوم ہوا کہ دعوت وہی برحق ہے جو نبی کریم ﷺ نے پیش کی، اس کے خلاف کوئی دعوت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

سورج نکلنے کے بعد اگر چراغ جلائے رکھنا عقلمندی نہیں ہے تو کیا قرآن وسنت کے بعد کوئی دستور اپنانا مسلمان کے لئے عقلمندی ہے؟ گزشتہ زمانہ میں ہندو بنیے خسارہ ہو جانے کے سبب جب دیوالیہ ہو جایا کرتے تھے تو دن کے وقت چراغ جلا کر اپنی دیوار پر رکھ دیا کرتے تھے، تاکہ قرض خواہ سمجھ لیں کہ وہ دیوالیہ ہو گیا ہے اور قرض مانگنے نہ آئیں۔ اسی طرح اگر کوئی فرد یا جماعت قرآن وسنت سے ہٹ کر کوئی کتاب یا دستور پیش کرے تو جان لینا چاہئے کہ اسلام سے دیوالیہ ہو چکی ہے۔ ہم اللہ کے بندے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اُمتی ہیں اور قرآن کریم وسنت رسول ﷺ کے سوا اور کسی چیز کی بالادستی تسلیم نہیں کر سکتے۔ آپ کے لائے ہوئے نظام کی تابعداری اور اتباع میں بہت بڑی برکت ہے۔ دنیا میں متعدد نظاموں کو آزمایا جا چکا ہے۔ پاکستان میں سامراجیوں اور کمیونسٹوں کے نظام کو کسی حد تک آزمایا گیا ہے اور اس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ آج ایک دفعہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام کو بھی آزما کر دیکھیں، تو پھر ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کس قدر برکتیں ہیں۔ کم از کم ایک بار اس نظام کو نافذ تو کر دیں۔

نظام نبوی کی برکات

سب سے پہلی برکت نبی ﷺ کی تابعداری کی یہ ہے کہ ہمارا آپس کا اختلاف اور ایک دوسرے سے علیحدگی ختم ہو جائے گی۔ دل کینہ، حسد اور بغض سے پاک ہو جائے گا اور

[1] سورة الاحزاب: ٤٦

ہم ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا [1]

''اور اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔''

صدیوں اور پشتوں کی لڑائیاں اور جنگیں جن کی وجہ سے آئے دن خون خرابے اور ظلم و زیادتیوں کا بازار گرم رہتا تھا۔ ماؤں کی گودیں اجڑ تیں، بیویوں کے سہاگ لٹتے اور بچے یتیم ہوا کرتے تھے اور اسی قسم کی دیگر خرابیاں عروج پر تھیں، لیکن اسلام کی برکت سے وہ سب کچھ بھول کر آپس میں ایسے متحد ہو گئے جیسے کہ ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے تسبیح کے دانے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کی زبانیں مختلف، رنگ و نسل، تہذیب و ثقافت مختلف، لیکن وہ کونسی قوت تھی جس نے اس قدر بڑے فرق کے باوجود ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو ایک دوسرے کا خیر خواہ اور غمگسار بنا دیا......؟ یہ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کا نتیجہ تھا آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص اپنی چرب زبانی کے سہارے لسان یا زبان کا نام لیکر قوم کو جدا جدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرا اٹھتا ہے قومیت کا نعرہ بلند کر کے اور تیسرا تہذیب و کلچر کا راگ الاپ کر ہمیں ذلیل و برباد اور فرقوں میں منقسم کر کے ملک و ملت کو تقسیم کرنے کی مذموم کوشش میں نظر آتا ہے۔ یہی کچھ گذشتہ ادوار میں خود غرض اور عیار و مکار لوگ کرتے چلے آئے ہیں، جس کے سبب مسلمان اور ممالک اسلامی بٹتے اور تقسیم ہوتے چلے گئے، لیکن رسول ﷺ نے لوگوں کو آپس میں ملایا، عربی عجمی، گورے کالے، سب ان میں تھے ان کی مثال ایسی تھی کہ:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّکَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ. [2]

---

[1] سورۃ آل عمران: ۱۰۳

[2] صحیح بخاری – باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضا (۵۶۸۰) ۵: ۲۲۴۲.
صحیح مسلم – تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم (۲۵۸۵)

''مسلمان، مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے بتایا کہ اس طرح۔''

موجودہ دور کے حکماء، سائنسدان، فلاسفر اور قائدین جواب دیں کہ ایسی بے مثل یکجہتی، اتفاق واتحاد کیونکر پیدا ہوا؟ میں جملہ قائدین سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا! قوم کو گمراہ اور تباہ و برباد کرنے کے بجائے وہی طریقہ بتائیں جو رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا۔

مختلف سمتوں سے آوازیں آتی ہیں کہ متحد ہو جاؤ۔ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاؤ۔ یہ آوازیں بڑی بھلی اور دلنشیں محسوس ہوتی ہیں ہر ایک انہیں اچھا سمجھتا ہے اور اس آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہے، لیکن متفق و متحد ہونے کا طریقہ اور جمع ہونے کے لئے پلیٹ فارم کوئی نہیں بتاتا! اگر ہم یہ طریقہ کسی اور جگہ سے سیکھیں گے تو ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے، ہم صرف اسی وقت متفق و متحد ہو سکیں گے، جب ہم اس طریقہ کی پیروی کریں جو رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا۔ اس کے سوا کوئی صورت نہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو دولت، لالچ یا عہدے دیکر اکٹھا نہیں کیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ [1]

''اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے مگر اللہ ہی نے ان میں اتفاق پیدا کر دیا۔''

ملانے اور اکٹھا کرنے والا وہ نظام تھا جو آپ ﷺ نے پیش کیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں، لیکن وہ پلیٹ فارم ہے کہاں؟ کہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں وہ ہمارے گھروں میں، محراب و منبر پر، اور ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ دیکھئے سورۃ النساء!

---

[1] سورۃ الانفال: ۶۳

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ [1]

''اور اگر کسی بات میں میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔''

مقصد یہ ہے کہ اپنے اختلافات، جھگڑوں اور تنازعات کے فیصلوں کے لئے قرآن و سنت کو آخری قرار دے دو۔ سب جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اختلافات کو ختم کرنے اور قوم کو یکجا کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا:

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

''یہ بہتر ہے اور انجام کار اچھا۔''

تازہ ترین مثال ہے دیڑھ دو سال قبل کے حالات کا جائزہ لیجئے کہ وہ کونسا نعرہ تھا جس پر تمام پاکستانی مسلمان متفق و متحد ہو کر گولیاں کھانے اور مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ ایک گولی کھا کر گرتا تھا، دوسرا سینہ تان کر سامنے آ جاتا تھا دوسرا گرتا تھا تو تیسرا اس کی جگہ کو پر کرتا تھا۔ عوام اپنی جان جیسی قیمتی و بیش بہا چیز کی پرواہ نہیں کر رہے تھے جبکہ ان کے مکاتب فکر الگ، رنگ و نسل اور صوبے الگ لیکن بیسیوں اختلافات اور کئی لیڈروں کے باوجود بھی ایک ہی نعرہ اور ایک ہی پلیٹ فارم پر متحد ہو گئے تھے۔

خدارا سوچیئے! کہ کیا یہ سب کرسیوں یا دولت کیلئے جمع ہوئے تھے۔ یا پھر کسی خاص مکتبہ فکر کیلئے متحد ہوئے تھے؟ نہیں۔ بلکہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نام اور نظام تھا جس پر ہر مسلمان اٹھ کھڑا ہوا اور دنیا کو دکھلا دیا کہ اسی نظام پر مسلمان متفق و متحد ہو سکتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ قانون ہے کہ لوگ اپنی شخصیت اور اسی جھنڈے کے تحت جمع ہو سکتے ہیں۔ جس شخص پر کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ ہو۔ متنازعہ شخصیت پر دنیا کبھی جمع نہیں ہوتی۔ ایک گروہ موافقت کرتا ہے تو دوسرا کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت مسلمانوں کے لئے وہ ہے، جس پر کسی کو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ خواہ وہ کسی بھی مسلک و

---

[1] سورة النساء: ۵۹

مکتب فکر سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔ ہر مسلمان ایک ہی کلمہ پڑھتا ہے۔ "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ)" اور اسی کا وہ دعویدار ہے۔ اس طرح قرآن کریم اور سنت رسول اللہ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ کیا کوئی ان دو چیزوں پر اعتراض کر کے مسلمان رہ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب نظام مصطفیٰ یعنی قرآن و سنت کے نام پر لوگوں کو دعوت دی گئی تو کسی کو انکار یا اختلاف کی گنجائش نہ رہی اور سب متفق و متحد ہو گئے۔ اب ہمیں چاہیے کہ اس غیر اختلافی قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ہر شعبہ زندگی میں اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ اتفاق و اتحاد قوی تر ہوتا چلا جائے گا، کینہ و بغض سے سینے پاک ہو جائیں گے اور سب آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے۔ جس خلوص نیت سے قرآن و سنت کے عملی نفاذ کیلئے عوام نے قربانیاں دیں اس کے پیش نظر میں علماء حضرات اور قائدین سے اپیل کرتا ہوں کہ قوم کے جذبہ اور قربانیوں کا خیال کرتے ہوئے اختلافات کو ہوا نہ دیں اور اس راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔

نفاذ اسلام کیلئے بڑی رکاوٹ

نفاذ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے اختلافات ہیں، اس وقت جبکہ قوم سے قربانیاں طلب کی گئیں۔ اسلام کے بجائے کسی اور نظام یا قرآن وحدیث کے بجائے کسی دوسری کتاب یا کسی مخصوص مکتبہ فکر کا نام پیش کیا جاتا تو ہر گز لوگ متحد نہ ہوتے اور نہ ایسی عظیم الشان قربانیاں دیکھنے میں آتیں۔ غور وفکر کا مقام ہے کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو رسول اللہ ﷺ سے کس قدر سخت اختلاف تھا، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں دعوت دی کہ آؤ اس بات پر اکٹھے ہو جائیں جس پر ہم دونوں متفق ہیں یعنی ایک اللہ کی توحید کا اقرار فرمایا!

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ [1]

---

[1] سورة آل عمران: ۶۴

’’کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے) فرمانبردار ہیں۔‘‘

ایک اللہ کی پرستش کی دعوت صرف رسول اللہ ﷺ ہی کی نہیں بلکہ موسیٰ و عیسیٰ اور جمیع انبیاء علیہم السلام کی بھی یہی دعوت تھی۔ عجیب بات ہے جب توحید کے متفقہ مسئلہ پر مسلمان یہودیوں اور نصرانیوں کو متحد ہونے کی دعوت دے سکتے ہیں تو وہ خود جو کہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہیں کیا قرآن وسنت پر اکٹھے نہیں ہو سکتے......؟؟؟

محترم لیڈر اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر ان کے پیدا کردہ اختلافات کی وجہ سے قانون اسلامی کا عملی نفاذ رک گیا تو قیامت کے دن مظلومین اور مقتولین کا ہاتھ ہوگا اور تمہارا گریبان ہوگا۔ اس وقت آپ رب العالمین کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ اس لئے اللہ کے واسطے اپنے ذاتی مفادات کو اسلامی نظام پر فوقیت نہ دیں اور اس کے عملی نفاذ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اس دستور قرآن وسنت کو پیش کریں جو ہمارے درمیان متفقہ ہے اور پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے ساتھ ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت ساتھ ہوگی تو گناہ معاف ہو جائیں گے اور جب گناہ معاف ہوں گے تو پھر دونوں جہاں میں کامیابی ہی کامیابی حاصل ہوگی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ[۱]

’’کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہارے ساتھ محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔‘‘

یعنی اگر تم سچ مچ اللہ کے ساتھ محبت رکھتے ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ اللہ بھی تمہیں پسند کرے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی

---

[۱] سورة آل عمران: ۳۱

اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ پہلے بیت المقدس اور پھر بیت اللہ کو قبلہ مقرر کرنے میں یہی حکمت تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا نام ہے جہاں پھیر دیں پھر جانا چاہئے۔ صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ ابوذر غفاری کو رسول اللہ ﷺ نے چند وصیتیں فرمائیں، ان میں ایک یہ بھی تھی کہ:

دُرْ مَعَ الْقُرْاٰنَ حَيْثُ دَارَ [1]

''جس طرف قرآن پھیرے اسی طرف پھرتے جاؤ۔''

ہمارے اسلاف جو کامیاب و کامران ہوئے اور انہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی، مثلاً عمر رضی اللہ عنہ میدان میں پتھر کو تکیہ بنا کر سوتے تھے اور قلعوں میں فوج کے پہرہ کے اندر بادشاہ ان کے نام سے کانپتے تھے، اس میں کیا راز تھا؟ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کا نتیجہ تھا۔ جو جماعت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے محمدی کہلاتی ہے، اس کا یہ کام ہے کہ جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم ملے دل و جان سے تسلیم کرلے اور اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ جبکہ آج یہ حال ہے کہ عام طور پر مسلمان قرآن کو زمانے کے ساتھ چلانا چاہتے ہیں لیکن ہمارے اسلاف کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ وہ زمانہ کو قرآن کے ساتھ چلاتے تھے، جہاں قرآن و سنت کا حکم سامنے آیا گردن جھکا دی۔

صحیح ابن حبان کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ مَاحِلٌ مُّصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ [2]

''اللہ تعالیٰ نے ایسی کتاب اور دستور بھیجا ہے جو قیامت کے دن سفارش کرے گا اپنے پیچھے چلنے والوں کی اور اس کی سفارش منظور کی جائے گی اور باقاعدہ بحث کرے گا اور اس کی بحث کو مانا جائے گا۔ جس نے اس کو آگے رکھا اور خود اس کے پیچھے چلا اس کو جنت میں پہنچائے گا اور جس نے اس کو پیچھے

[1] صحیح ابن حبان ۱ : ۳۳۱-۳۳۲

[2] صحیح ابن حبان ۱ : ۳۳۱، ۳۳۲ - بحوالہ موارد الظمان : ۴۴۳

کردیا خود آگے ہوگیا تو اسے کھینچ کر جہنم میں ڈالے گا۔''

اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ [1]

''قرآن بصورت اتباع تیری نجات کی دلیل ہے اور بصورت مخالف تجھ پر تیری ہلاکت کی دلیل ہے۔''

یاد کرو اسلام کا نام لینے والو کہ رسول اللہ ﷺ نے (جن کی پیروی اللہ نے تم پر لازمی قرار دی ہے) روز قیامت اللہ کے سامنے اگر یہ شکایت کردی:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ [2]

''اے میرے پروردگار میری اس قوم نے جو دستور (قرآن) تو نے مجھے دیا اس کو چھوڑ دیا۔''

تو پھر کیا جواب دو گے......؟؟

روز قیامت

قیامت کا دن آنے والا ہے اور وہ ایسا سخت دن ہوگا کہ فرمایا:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ [3]

''جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے۔''

وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا [4]

''اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے۔''

---

[1] صحیح مسلم باب فضل الوضوء :(۲۲۳)

[2] سورۃ الفرقان: ۳۰

[3] سورۃ الشعراء: ۸۸

[4] سورۃ لقمان: ۳۳

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○ ¹

''ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں سے بھاگ جائے گا ہر ایک آدمی کو اپنی فکر لاحق ہوگی اس کو بے خبر کردے گا۔''

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ ²

''جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کو مدد ملے گی۔''

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ ³

''پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔''

وہ دن آنے والا ہے وہاں برادری، لیڈری، پیری مریدی کچھ کام نہیں آئے گی۔ کوئی دوسرا مذہب یا طریقہ کام نہیں آئے گا۔ کام آئے گی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کام آئے گی اور وہ قرآن وحدیث کی پیروی میں پوشیدہ ہے اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم سب قرآن پر عمل پیرا ہو کر متحد ہو جائیں اور وہ نمونہ پیش کریں جو صحابہ کرام نے پیش کیا۔

نفاذ اسلام اور انتخابات

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو لڑانے والے ہر دور میں پیدا ہوئے۔ آج بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانان پاکستان نفاذ اسلام کے مطالبہ سے ہٹ کر انتخابات کے چکر میں الجھ جائیں، تا کہ ان لوگوں کی حصول اقتدار کی خواہش پوری ہو سکے۔ قوم کو لڑانے والے، کرسیوں کے طالب ہیں اس لئے چاہتے ہیں کہ جلد انتخابات ہوں۔

---

¹ سورۃ عبس: ۳۴ تا ۳۷

² سورۃ الدخان: ۴۱

³ سورۃ المؤمنون: ۱۰۱

جبکہ جماعت اہلحدیث کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت وقت ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی قائم کر کے یہ ثابت کردے کہ یہ ملک اللہ کا ہے اور یہ امت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے، یہی وہ طریقہ ہے جس سے جماعت اہلحدیث مطمئن ہو سکتی ہے۔

ہمیں یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ ہم سیاست پر نہ بولیں جو لوگ ہماری حقیقت سے ناواقف ہیں وہ ہی ایسی بات کہہ سکتے ہیں۔ میں یہاں یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اہلحدیث اس وقت سے ہیں جبکہ اسلام میں کسی قسم کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ جیسی موجودہ دور میں سنی جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں کسی قسم کی تقسیم جائز نہیں، دین اسلام میں تمام چیزیں شامل ہیں جس کا عنوان **"اتباع سنت"** ہے۔

اس قسم کے مشورے ان کے لئے مفید ہو سکتے ہیں جن کے نزدیک سیاست، معیشت اور مذہب الگ الگ ہیں اور کرسیوں کے لئے دھکے کھارہے ہیں۔ ہمارا مذہب قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ہے ہمیں کسی اور چیز کی خواہش نہیں۔ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی بالادستی چاہتے ہیں ہم اہلحدیث ہیں۔ متبع سنت ہیں خواہ تجارت میں ہوں یا سیاست میں، عدالت میں ہوں یا میدان جنگ میں غرض زندگی کے کسی بھی مقام پر ہوں ہم متبع سنت ہیں۔ ہماری ہر بات قرآن وسنت کی روشنی میں ہوگی۔ خواہ وہ حاکم سے تعلق رکھتی ہو یا رعایا سے۔ عمل کا مسئلہ یا عقیدہ کا، معیشت کا ہو یا معاشرت کا، ہر بات قرآن وسنت کے حوالے سے ہوگی پھر آپ جو چاہیں اسے نام دیں سیاست کہیں یا مذہب یا کچھ اور۔

ہمارا مقصد لوگوں کو لڑا بھڑا کر ملک کو برباد کرنا ہرگز نہیں، بلکہ اس ملک میں نظام اسلام کا عملی نفاذ ہے۔ تاکہ تمام مسلمان آپس میں متفق و متحد ہو کر برادرانہ زندگی بسر کرسکیں۔ خود غرضی افتراق وانتشار کی فضا ختم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت موجودہ صدر پاکستان سے متعدد مواقع پر اپیل کر چکی ہے کہ معاشرہ کی اصلاح اور قرآن وسنت کے عملی نفاذ تک انتخابات کو ملتوی رکھا جائے۔ گذشتہ انتخابات اور ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں ایک ہی سیٹ کیلئے باپ نے بیٹے کے خلاف، بھائی نے بھائی کی مخالفت میں اور بیوی نے شوہر کے خلاف انتخابات میں حصہ لیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہارنے اور جیتنے

والے لیڈروں میں پھر آپس میں صلح ہوگئی، لیکن ان جماعتوں کے عوام جنہوں نے قربانیاں دیں ان کے دل آپس میں ایک دوسرے سے اسی طرح دور رہے اور رنجشیں برقرار رہیں، اتحاد و اتفاق میں فرق پڑا اور آج تک صلح صفائی نہ ہوسکی۔ غور کا مقام ہے کہ یہ کن کی گفتگو اور تقاریر کی شعلہ نوائی کا اثر ہے۔ کیا انہی لوگوں کی کرشمہ سازی کا نتیجہ نہیں جو کرسیوں کے لئے نکلے اور اب پھر اسی تگ و دو میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ہمارا ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء حضرات کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو انتخابات کا شرعی طریقہ مرتب کر کے عوام کے سامنے پیش کرے یا پھر اسلامی مشاورتی کونسل کے سپرد یہ کام کیا جائے۔ اگر کوئی ایسا طریقہ انتخاب اپنایا گیا جو اسلام کے قواعد کے مطابق نہ ہوا تو یقیناً غیر شرعی قیادت وجود میں آئے گی۔ اگر قیادت غیر شرعی ہوگی تو کیا شرعی نظام رائج ہوسکے گا......؟

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

بنیادی اینٹ ہی اگر ٹیڑھی رکھدی گئی تو آسمان تک دیوار ٹیڑھی ہی جائے گی۔ غیر شرعی طریقہ سے برسرِ اقتدار آنے والے کیونکر قرآن وسنت کے مطابق حکومت چلاسکیں گے۔

ایں خیال است ومحال است وجنون

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس کا ہی فضل وکرم ہے کہ ایک نیک انسان کے ہاتھوں پاکستان میں اسلام کا سورج طلوع ہو چلا ہے۔ کیا اب بھی اسلام مسجدوں کا ہو کر رہے گا؟ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں ہر شعبہ زندگی میں قرآن وسنت کی حکمرانی عطا فرمائے۔ (آمین)

جب ہم قرآن وسنت کے قانون کو نافذ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو قائم کریں گے۔ جس دستور کو آپ ﷺ نے پیش کیا اسے رائج کریں گے تو بمطابق ارشادِ باری تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۞ [1]

''اور جو لوگ ایماندار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں، اس کلام پر ان کا ایمان ہے جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔''

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن دکھائے کہ اس ملک میں محمد رسول اللہ ﷺ کا قانون نافذ ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.

---

[1] سورہ محمد: ۲